

اول ایڈیشن: ربیع الثانی 1442ھ / دسمبر 2020

ہر ماہ تین روزے رکھنے کے فضائل اور بنیادی مسائل پر مشتمل ایک عام فہم رسالہ

ایام بیض کے روزوں کے فضائل و احکام

مبین الرحمن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

ایام بیض یعنی ہر ماہ تین روزے رکھنے کی فضیلت اور ان کے بنیادی مسائل پر مشتمل تحریر ”سلسلہ اصلاحِ اغلاط“ کے تحت دو قسطوں میں مکمل ہوئی، اب انھی قسطوں کو یکجا کر کے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ استفادہ میں سہولت رہے۔

حضرات اہل علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل و عیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرہ آخرت بنائے۔

بندہ مسبین الرحمن

محلہ بلاال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

ربیع الثانی 1442ھ / دسمبر 2020

03362579499

فہرست

ایام بیض کے روزوں کی فضیلت

- ایام بیض کے روزوں سے متعلق ایک اہم اور مفید علمی نکتہ۔
- ایام بیض نام رکھنے کی وجہ۔
- ایام بیض میں روزے رکھنے کی حکمت۔
- ایام بیض کے روزوں کی فضیلت سے متعلق روایات۔
- ہر مہینے تین روزوں کا اجر مہینے، سال یا عمر بھر کے روزوں کے برابر ہونے کا مطلب۔

ایام بیض سمیت نفلی روزوں کے بنیادی احکام

- ایام بیض کے روزے نفلی روزے ہیں۔
- ایام بیض کے روزوں میں قضا روزوں کی نیت کرنا۔
- ایام بیض کا نفلی روزہ فاسد ہو جانے کا حکم۔
- کن چیزوں کی وجہ سے نفلی روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟
- ماہ ذوالحجہ میں ایام بیض کے روزے رکھنے کا مسئلہ۔

روزے کی نیت کے مسائل

- روزے کے لیے نیت کا حکم۔
- نیت کی حقیقت۔
- عربی زبان میں نیت کرنے کا حکم۔

- عوام میں مشہور عربی نیت کا حکم۔
- سحری کرنا بھی نیت کے قائم مقام ہے۔
- روزے کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟

سحری کے احکام

- سحری کا وقت رات ہی کو ہے۔
- فجر کی اذان کے دوران سحری بند کرنے کا حکم۔
- سحری بند کرنے میں فجر کی اذان کا کوئی اعتبار نہیں۔
- جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے کا حکم۔

سحری اور افطاری سے متعلق نہایت ہی قیمتی اور اہم مشورے

- سحری اور افطاری کے لیے مستند نقشہ اپنے پاس رکھیے!
- گھڑیاں ملک کے معیاری وقت کے مطابق کیجیے!
- عام ایام میں روزہ بند کرنے سے متعلق اہم تنبیہ۔

افطار کے احکام

- افطار کا وقت۔
- روزہ افطار کرنے میں مغرب کا وقت داخل ہونے کا اعتبار ہے۔
- افطار کی دعا۔

ایام بیض کے روزوں کی فضیلت:

یوں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی بھی نفلی روزہ رکھنے کی بہت بڑی فضیلت ہے، البتہ متعدد احادیث میں ہر قمری اور اسلامی مہینے کی 13، 14 اور 15 تاریخوں کے تین روزوں کی بڑی ہی فضیلت اور تاکید وارد ہوئی ہے۔ یہ تین روزے مسنون اور نفلی روزے کہلائے جاتے ہیں۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی وسعت کے مطابق ہر ماہ ان تین روزوں کا بھرپور اہتمام کرے۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے۔

ایام بیض کے روزوں سے متعلق ایک اہم اور مفید علمی نکتہ:

ایام بیض کے روزوں سے متعلق یہ اہم اور مفید علمی نکتہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ بعض احادیث میں تو قمری مہینے کی مخصوص تاریخوں کی تعیین کے بغیر تین روزے رکھنے کی فضیلت مذکور ہے، جبکہ متعدد احادیث میں قمری مہینے کی مخصوص تاریخوں یعنی 13، 14 اور 15 تاریخ کی تعیین اور صراحت کے ساتھ تین روزے رکھنے کی فضیلت اور تاکید مذکور ہے۔ ایسی روایات کے پیش نظر بعض حضرات اہل علم کی رائے تو یہ ہے کہ چون کہ متعدد روایات میں تاریخوں کی تعیین یعنی ایام بیض کی صراحت بھی موجود ہے اس لیے مطلق کو مقید پر محمول کرتے ہوئے ان روایات سے بھی یہی مخصوص ایام بیض ہی مراد لیے جائیں گے جو کہ مطلق ہیں اور ان میں تاریخوں کی تعیین نہیں کی گئی ہے۔

جبکہ متعدد حضرات اہل علم کی رائے یہ ہے جو کہ زیادہ راجح بھی معلوم ہوتی ہے اور روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول نہیں کرنا چاہیے بلکہ تمام روایات کو اپنے مقام پر رکھنا چاہیے۔ اس دوسری رائے کے مطابق ایسی تمام روایات کا حاصل یہ سامنے آتا ہے کہ قمری اور اسلامی مہینے کی کسی بھی تاریخوں میں تین روزے رکھنا بڑی ہی فضیلت کی بات ہے، چاہے ایک ساتھ رکھے جائیں یا وقفے کے ساتھ، البتہ اگر ان تین روزوں کے لیے ایام بیض یعنی 13، 14 اور 15 تاریخوں کا انتخاب کیا جائے تو یہ اس سے بھی زیادہ فضیلت اور اہمیت کی بات ہے اور حضور اقدس ﷺ سے بھی ان ایام کی صراحت، تاکید اور پسندیدگی

ثابت ہے، گویا کہ ایام بیض میں تین روزے رکھنے میں دو فضیلتیں جمع ہو جاتی ہیں: ایک تو مہینے میں تین روزے رکھنے کی فضیلت، اور دوم: ایام بیض کی رعایت کرنے کی فضیلت۔ یہی وجہ ہے متعدد حضرات فقہائے احناف نے بھی یہ صراحت فرمائی ہے کہ مہینے میں تین روزے رکھنا بھی مستحب ہے اور ان روزوں کے لیے ایام بیض کا انتخاب کرنا بھی مستحب ہے۔

• البحر الرائق:

وَالْمَنْدُوبُ صَوْمٌ ثَلَاثَةٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَيَنْدُبُ فِيهَا كَوْنُهَا الْأَيَّامَ الْبَيْضَ. (كتاب الصوم)

• حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح

قوله: (ويندب كونها الأيام البيض) أفاد أن صوم ثلاثة أيام من الشهر أيا كانت مندوب، وكونها خصوص هذه الأيام مندوب آخر، فمن صام غيرها منه أتى بأحد المندوبين. (فصل في صفة الصوم وتقسيمه)

یہی بات ”مبسوط السرخسی“ اور ”مجمع الانهر“ میں بھی مذکور ہے۔

اس لیے عام حالات میں مہینے کے تین روزوں کے لیے ایام بیض ہی کا انتخاب کرنا چاہیے کہ ان کی فضیلت زیادہ ہے، البتہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ایام بیض کے ایام میں یہ تین روزے نہ رکھ سکا تو وہ دیگر تاریخوں میں مسلسل یا وقفے کے ساتھ تین روزے رکھ سکتا ہے، اس سے کم از کم مہینے میں تین روزے رکھنے کی فضیلت تو حاصل ہو ہی جاتی ہے اور یہ بھی بڑی سعادت کی بات ہے۔

مذکورہ تفصیل کے لیے فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر کی درج ذیل عبارت بھی قابل ذکر ہے:

(قوله: بَابُ صِيَامِ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ) كَذَا لِلْأَكْثَرِ، وَلِلْكَشْمِيهَيَّيْ: صِيَامُ أَيَّامِ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ الْخُ قَالَ الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَابْنُ بَطَّالٍ وَغَيْرُهُمَا: لَيْسَ فِي الْحَدِيثِ الَّذِي أوردَهُ الْبُخَارِيُّ فِي هَذَا الْبَابِ مَا يُطَابِقُ التَّرْجَمَةَ؛ لِأَنَّ الْحَدِيثَ مُطْلَقٌ فِي ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَالْبَيْضُ مُقَيَّدَةٌ بِمَا ذُكِرَ. وَأَجِيبَ بِأَنَّ الْبُخَارِيَّ جَرَى عَلَى عَادَتِهِ فِي الْإِيْمَاءِ إِلَى مَا وَرَدَ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْحَدِيثِ وَهُوَ مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ مِنْ طَرِيقِ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْبَعِ قَدْ شَوَاهَا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْكُلُوا، وَأَمْسَكَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْكُلَ؟» فَقَالَ: «إِنِّي أَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. قَالَ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمْ الْغُرَّ» أَيِ الْبَيْضِ. وَهَذَا الْحَدِيثُ اخْتَلَفَ فِيهِ عَلَى مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ اخْتِلَافًا كَثِيرًا بَيْنَهُ الدَّارِقُطِيُّ، وَفِي بَعْضِ طُرُقِهِ عِنْدَ النَّسَائِيِّ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمْ الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ». وَجَاءَ تَقْيِيدُهَا أَيْضًا فِي حَدِيثِ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ وَيُقَالُ: ابْنُ مِنْهَالٍ عِنْدَ أَصْحَابِ السُّنَنِ بِلَفْظٍ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصُومَ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ»، وَقَالَ: «هِيَ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ». وَلِلنَّسَائِيِّ مِنْ حَدِيثِ جَرِيرِ مَرْفُوعًا: «صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ، أَيَّامُ الْبَيْضِ صَبِيحَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ» الْحَدِيثِ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. وَكَانَ الْبُخَارِيُّ أَشَارَ بِالرَّجْمَةِ إِلَى أَنَّ وَصِيَّةَ أَبِي هُرَيْرَةَ بِذَلِكَ لَا تَخْتَصُّ بِهِ، وَأَمَا مَا رَوَاهُ أَصْحَابُ السُّنَنِ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ مِنْ حَدِيثِ بِنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ، وَمَا رَوَى أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ حَفْصَةَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ: الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ وَالْاِثْنَيْنِ مِنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، فَقَدْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَمَا قَبْلَهُمَا الْبَيْهَقِيُّ بِمَا أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَا يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ صَامَ. قَالَ: فَكُلُّ مَنْ رَأَاهُ فَعَلَّ نَوْعًا ذَكَرَهُ، وَعَائِشَةُ رَأَتْ جَمِيعَ ذَلِكَ وَغَيْرَهُ فَأَطْلَقَتْ. وَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّ الَّذِي أَمَرَ بِهِ وَحَثَّ عَلَيْهِ وَوَصَّى بِهِ أَوْلَى مِنْ غَيْرِهِ، وَأَمَّا هُوَ فَلَعَلَّهُ كَانَ يَعْزِضُ لَهُ مَا يَشْغَلُهُ عَنْ مُرَاعَاةِ ذَلِكَ أَوْ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ لِإِبْيَانِ الْجَوَازِ، وَكُلُّ ذَلِكَ فِي حَقِّهِ أَفْضَلُ، وَتَتَرَجَّحُ الْبَيْضُ بِكَوْنِهَا وَسَطَ الشَّهْرِ، وَوَسَطَ الشَّيْءِ أَعْدَلُهُ، وَلِأَنَّ الْكُسُوفَ غَالِبًا يَقَعُ فِيهَا، وَقَدْ وَرَدَ الْأَمْرُ بِمَزِيدِ الْعِبَادَةِ إِذَا وَقَعَ، فَإِذَا اتَّفَقَ الْكُسُوفُ صَادَفَ الَّذِي يَعْتَادُ صِيَامَ الْبَيْضِ صَائِمًا، فَيَتَهَيَّأُ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ أَنْوَاعِ الْعِبَادَاتِ مِنَ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ، بِخِلَافِ مَنْ لَمْ يَصُمْهَا فَإِنَّهُ لَا يَتَأَتَّى لَهُ اسْتِدْرَاكُ صِيَامِهَا وَلَا عِنْدَ مَنْ يُجَوِّزُ صِيَامَ التَّطَوُّعِ بِغَيْرِ نِيَّةٍ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا إِنْ صَادَفَ الْكُسُوفَ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ. وَرَجَّحَ بَعْضُهُمْ صِيَامَ الثَّلَاثَةِ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ؛ لِأَنَّ الْمَرْءَ لَا يَدْرِي مَا يَعْزِضُ لَهُ مِنَ الْمَوَانِعِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَصُومُ مِنْ أَوَّلِ كُلِّ عَشْرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا، وَلَهُ وَجْهٌ فِي النَّظَرِ، وَنُقِلَ ذَلِكَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَهُوَ يُوَافِقُ مَا تَقَدَّمَ فِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: صُمْ مِنْ كُلِّ عَشْرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا. وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ

مِنْ طَرِيقِ حَيْثَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتِ وَالْأَحَدِ وَالِاثْنَيْنِ وَمِنَ الْآخِرِ الثَّلَاثَاءِ وَالْأَرْبَعَاءِ وَالْحَمِيسِ. وَرُوِيَ مَوْفُوفًا وَهُوَ أَشْبَهُ. وَكَأَنَّ الْغَرَضَ بِهِ أَنْ يَسْتَوْعِبَ غَالِبَ أَيَّامِ الْأُسْبُوعِ بِالصِّيَامِ. وَاخْتَارَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ أَنْ يَصُومَهَا آخِرَ الشَّهْرِ لِيَكُونَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى، وَسَيَأْتِي مَا يُؤَيِّدُهُ فِي الْكَلَامِ عَلَى حَدِيثِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي الْأَمْرِ بِصِيَامِ سِرَارِ الشَّهْرِ. وَقَالَ الرُّوْيَانِيُّ: صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ مُسْتَحَبٌّ، فَإِنْ اتَّفَقَتْ أَيَّامُ الْبَيْضِ كَانَ أَحَبَّ، وَفِي كَلَامِ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَيْضًا أَنَّ اسْتِحْبَابَ صِيَامِ الْبَيْضِ غَيْرُ اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

ایام بیض نام رکھنے کی وجہ:

واضح رہے کہ قمری مہینے کی 13، 14 اور 15 تاریخ کو ایام بیض کہا جاتا ہے، کیوں کہ بیض کے معنی ہیں: روشن، چوں کہ ان تاریخوں کی راتوں میں چاند رات بھر مکمل اور خوب روشن ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ راتیں دیگر راتوں کی نسبت خوب روشن ہوتی ہیں، اسی مناسبت سے ان کو ایام بیض کہا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ بعض حضرات اہل علم فرماتے ہیں کہ ”بیض“ راتوں کی صفت ہے، گویا کہ ایام بیض درحقیقت یوں ہے: ”اَيَّامُ اللَّيَالِي الْبَيْضِ“، جس کا مطلب ہے: روشن راتوں کے دن۔

ایام بیض میں روزے رکھنے کی حکمت:

حضرات اہل علم نے ایام بیض میں روزے رکھنے کی فضیلت کی ایک حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ چوں کہ ان تاریخوں کی راتیں روشن ہوتی ہیں اس لیے دنوں کو بھی روزے کی عبادت کے ذریعے روشن اور پُر نور بنانا چاہیے۔ جبکہ دوسری حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ عام طور پر سورج گرہن انھی ایام کو ہوتا ہے اور ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ متوجہ ہونے اور عبادت کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے اس لیے ان ایام میں روزے کی عبادت کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے کہ اگر کسی شخص نے ان ایام میں روزے رکھ لیے اور انھی ایام میں سورج گرہن بھی ہو گیا تو وہ دیگر عبادت کے ساتھ ساتھ روزوں کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکے گا۔ ایام بیض میں روزے رکھنے کی ان دو حکمتوں کے علاوہ دیگر حکمتیں بھی ہو سکتی ہیں۔

• حَاشِيَةُ السُّنْدِيِّ عَلَى سَنَنِ النِّسَائِيِّ:

قَوْلُهُ: (وَأَيَّامُ الْبَيْضِ) أَيَّ أَيَّامِ اللَّيَالِي الْبَيْضِ بِوُجُودِ الْقَمَرِ طَوَّلَ اللَّيْلِ وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ أَنَّ الْحِكْمَةَ فِي صَوْمِهَا أَنَّهُ لَمَّا عَمَّ الثُّورُ لَيَالِيَهَا نَاسَبَ أَنْ تَعُمَّ الْعِبَادَةُ نَهَارَهَا، وَقِيلَ: الْحِكْمَةُ فِي ذَلِكَ أَنَّ الْكُسُوفَ يَكُونُ فِيهَا غَالِبًا، وَلَا يَكُونُ فِي غَيْرِهَا وَقَدْ أَمَرْنَا بِالتَّقَرُّبِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِأَعْمَالِ الْبِرِّ عِنْدَ الْكُسُوفِ. (بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ)

• حَاشِيَةُ السُّيُوطِيِّ عَلَى سَنَنِ النِّسَائِيِّ:

(وَأَيَّامُ الْبَيْضِ) ذَكَرَ بَعْضُهُمْ أَنَّ الْحِكْمَةَ فِي صَوْمِهَا أَنَّهُ لَمَّا عَمَّ الثُّورُ لَيَالِيَهَا نَاسَبَ أَنْ تَعُمَّ الْعِبَادَةُ نَهَارَهَا، وَقِيلَ: الْحِكْمَةُ فِي ذَلِكَ أَنَّ الْكُسُوفَ يَكُونُ فِيهَا غَالِبًا، وَلَا يَكُونُ فِي غَيْرِهَا وَقَدْ أَمَرْنَا بِالتَّقَرُّبِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِأَعْمَالِ الْبِرِّ عِنْدَ الْكُسُوفِ. (بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ)

• فتح الباري لابن حجر:

(قَوْلُهُ: بَابُ صِيَامِ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ) كَذَا لِلْأَكْثَرِ، وَلِلْكَشْمِيهِئِيِّ: صِيَامُ أَيَّامِ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ إِلْخ. قِيلَ: الْمُرَادُ بِالْبَيْضِ: اللَّيَالِي وَهِيَ الَّتِي يَكُونُ فِيهَا الْقَمَرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ إِلَى آخِرِهِ حَتَّى قَالَ الْجَوْلَيْقِيُّ: مَنْ قَالَ: «الْأَيَّامُ الْبَيْضُ» فَجَعَلَ «الْبَيْضُ» صِفَةً «الْأَيَّامِ» فَقَدْ أَخْطَأَ. وَفِيهِ نَظَرٌ؛ لِأَنَّ الْيَوْمَ الْكَامِلَ هُوَ النَّهَارُ بِلَيْلَتِهِ، وَلَيْسَ فِي الشَّهْرِ يَوْمٌ أَبْيَضُ كُلُّهُ إِلَّا هَذِهِ الْأَيَّامُ؛ لِأَنَّ لَيْلَهَا أَبْيَضُ، وَنَهَارَهَا أَبْيَضُ، فَصَحَّ قَوْلُ الْأَيَّامِ الْبَيْضِ عَلَى الْوَصْفِ، وَحَكَى ابْنُ بَرِيزَةَ فِي تَسْمِيَّتِهَا بَيْضًا أَقْوَالًا أُخَرَ مُسْتَنَدَةً إِلَى أَقْوَالِ وَاهِيَةٍ وَتَتَرَجَّحُ الْبَيْضُ بِكُونِهَا وَسَطَ الشَّهْرِ، وَوَسَطَ الشَّيْءِ أَعْدَلُهُ، وَلِأَنَّ الْكُسُوفَ غَالِبًا يَقَعُ فِيهَا، وَقَدْ وَرَدَ الْأَمْرُ بِمَزِيدِ الْعِبَادَةِ إِذَا وَقَعَ، فَإِذَا اتَّفَقَ الْكُسُوفُ صَادَفَ الَّذِي يَعْتَادُ صِيَامَ الْبَيْضِ صَائِمًا، فَيَتَّهَى لَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ أَنْوَاعِ الْعِبَادَاتِ مِنَ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ، بِخِلَافِ مَنْ لَمْ يَصُمْهَا فَإِنَّهُ لَا يَتَأَنَّى لَهُ اسْتِدْرَاكُ صِيَامِهَا وَلَا عِنْدَ مَنْ يُجَوِّزُ صِيَامَ التَّطَوُّعِ بِغَيْرِ نِيَّةٍ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا إِنْ صَادَفَ الْكُسُوفَ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ.

ایام بیض کے روزوں کی فضیلت سے متعلق روایات:

ذیل میں مہینے میں ایام بیض کی فضیلت اور مذکورہ تفصیل سے متعلق احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ البتہ ساتھ میں یہ واضح رہے کہ درج ذیل فضائل اصولی طور پر مہینے میں تین روزے رکھنے سے متعلق ہیں، البتہ ان تین روزوں کے لیے ایام بیض کا انتخاب کرنے کی فضیلت اور تاکید ایک اضافی معاملہ ہے۔

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے تین عہد لیے ہیں: ایک یہ کہ میں نماز وتر پڑھ کر سویا کروں۔ دوسرا یہ کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کروں۔ تیسرا یہ کہ چاشت کی نماز ادا کیا کروں۔

• سنن الترمذی:

۷۶۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: عَهْدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ثَلَاثَةً: أَنْ لَا أُنَامَ إِلَّا عَلَى وَتِرٍ، وَصَوْمَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَأَنْ أَصَلِّيَ الصُّحَى.

اس روایت میں مہینے کی تاریخوں کی تعیین مذکور نہیں۔

2- حضرت معاذہ رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا حضور اقدس ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ: جی ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کہ مہینے کی کن تاریخوں میں یہ تین روزے رکھنے کا معمول تھا؟ تو انھوں نے فرمایا کہ: حضور اقدس ﷺ یہ روزے رکھنے میں مخصوص تاریخوں کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔

• سنن الترمذی:

۷۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ الرَّشَكِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاذَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قُلْتُ مِنْ أَيِّهِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: كَانَ لَا يُبَالِي مِنْ أَيِّهِ صَامَ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس روایت سے واضح طور پر مخصوص تاریخوں کی تعیین کی نفی معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ اسی روایت کے تحت حضرت علامہ سندى رحمہ اللہ ”حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ“ میں فرماتے ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ مخصوص تاریخوں کی رعایت کیے بغیر مہینے کے شروع میں، درمیان میں، آخر میں یا مہینے کی کسی بھی تاریخوں میں تین روزے رکھ لیا کرتے تھے۔

قَوْلُهُ: (مِنْ آيَةٍ) أَيِّ مِنْ أَيِّ أَجْزَاءِ الشَّهْرِ مِنْ أَوَّلِهِ أَوْ وَسَطِهِ أَوْ آخِرِهِ أَوْ مِنْ أَيَّامِهِ.

(بَاب مَا جَاءَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ)

3- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ایام بیض کے روزے نہ تو سفر میں ترک فرماتے تھے اور نہ ہی حضر میں۔

• سنن النسائی:

۲۳۴۴- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُفِطِرُ أَيَّامَ الْبَيْضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ.

4- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ: ”اے ابو ذر! جب تم مہینے میں تین روزے رکھو تو مہینے کی 13، 14 اور 15 تاریخوں کے روزے رکھو۔“

• سنن الترمذی:

۷۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ، إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ». وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَقُرَّةِ بْنِ إِيَّاسِ الْمُزَنِيِّ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي عَقْرِبٍ، وَأَبْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ، وَقَتَادَةَ بْنَ مِلْحَانَ، وَعُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ، وَجَرِيرٍ. حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

5- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”ہر مہینے تین

روزے رکھنا پورے مہینے (یا سال بھر یا عمر بھر) کے روزوں کے برابر ہے۔ اور (ان میں سے افضل ایام) ایام بیض کے ہیں اور ایام بیض کی تاریخیں 13، 14 اور 15 ہیں۔

• سنن النسائی:

۲۴۱۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَيْسَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ. وَأَيَّامُ الْبَيْضِ: صَبِيحَةَ ثَلَاثِ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعِ عَشْرَةٍ وَخَمْسِ عَشْرَةٍ».

• حاشیة السندي:

وفي الحديث اختصاراً مثل: وخيرها صيام أيام البيض، وأيام البيض كذا وكذا.

6- حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہمیں یہ حکم اور تاکید فرماتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی قمری مہینے کی 13، 14 اور 15 تاریخوں کو روزے رکھیں۔ اور حضور اقدس ﷺ فرماتے تھے کہ یہ پورے مہینے (یا سال بھر یا عمر بھر) کے روزوں کے برابر ہیں۔

• سنن ابی داود:

۲۴۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ ابْنِ مِلْحَانَ الْقَيْسِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصُومَ الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعِ عَشْرَةٍ وَخَمْسِ عَشْرَةٍ. قَالَ: وَقَالَ: «هُنَّ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ».

روایت نمبر 3، 4، 5 اور 6 سے ایام بیض یعنی 13، 14 اور 15 تاریخوں کی تعیین معلوم ہو جاتی ہے۔

ہر مہینے تین روزوں کا اجر مہینے، سال یا عمر بھر کے روزوں کے برابر ہونے کا مطلب:

ہر مہینے تین روزے رکھنے سے پورے مہینے یا سال بھر یا عمر بھر کے روزوں کے برابر اجر و ثواب یوں نصیب ہوتا ہے کہ قرآن کریم سورۃ الانعام آیت نمبر 160: «مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ أَمْثَلِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ» کی رو سے ایک نیکی پر دس گنا اجر و ثواب عطا ہوتا

ہے، اس حساب سے ایک روزے کا اجر دس روزوں کے برابر ہے اور تین روزوں کا اجر تیس روزوں کے برابر ہے، تو جو شخص کسی مہینے میں تین روزے رکھ لے تو اسے تیس روزوں کے برابر اجر و ثواب نصیب ہو جاتا ہے، پھر اگر کوئی شخص ہر مہینے تین روزے رکھتا ہے اور پورا سال اس کا اہتمام کرتا ہے تو اسے پورے سال کے روزوں کا اجر مل جاتا ہے، اور جو شخص ہر سال ان روزوں کا اہتمام کرتا رہے تو اس کو ہر سال سال بھر کے روزوں کا اجر ملے گا تو اس طرح اس کو ساری عمر ہمیشہ کے لیے روزے رکھنے کا اجر میسر آسکے گا۔

یہ مضمون متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے، ملاحظہ فرمائیں:

7- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس شخص نے ہر مہینے تین روزے رکھے تو یہ پورے مہینے (یا سال بھر یا عمر بھر) کے روزوں کے برابر ہیں۔“ تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تصدیق اپنی کتاب یعنی قرآن کریم میں نازل فرمائی کہ: ”مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا“۔ ایک دن دس دنوں کے برابر ہے۔

• سنن الترمذی:

۷۶۲- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ التَّهْدِيّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ»، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ: «مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا» [الأنعام: ۱۶۰]. الْيَوْمُ بِعَشْرَةِ أَيَّامٍ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي شَمْرٍ، وَأَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس روایت میں مخصوص ایام کی تعیین مذکور نہیں، چنانچہ اس روایت کے تحت حضرت علامہ محدث سندی رحمہ اللہ ”حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ“ میں فرماتے ہیں کہ: اس سے کوئی بھی تین دن مراد ہیں البتہ ایام بیض افضل ہیں۔

قَوْلُهُ: (ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ) أَيَّ ثَلَاثَةَ كَانَتْ، وَأَيَّامُ الْبَيْضِ أَوْلَى. (بَاب مَا جَاءَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ)

8- حضور اقدس ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: ”ہر مہینے تین روزے رکھو، کیوں کہ ایک نیکی پر دس گنا اجر ملتا ہے اور یوں پورے مہینے (یا سال بھر یا عمر بھر) روزے رکھنے کا اجر نصیب ہوگا۔“

• صحیح بخاری:

۱۹۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَقُولُ: وَاللَّهِ لَأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَا أَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ. فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي. قَالَ: «فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؛ فَإِنَّ الْحُسْنََةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ». قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ». قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا، فَذَلِكَ صِيَامٌ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ». فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ». (بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ)

اس روایت میں مخصوص ایام کی تعیین مذکور نہیں۔

خلاصہ:

قمری مہینے میں تین روزے رکھنے کا اجر پورے مہینے کے روزوں کے برابر ہے، یہ روزے مہینے کی کسی بھی تاریخوں کو رکھے جاسکتے ہیں البتہ ان کے لیے ایام بیض یعنی قمری مہینے کی 13، 14 اور 15 تاریخ کا انتخاب کرنا زیادہ فضیلت اور اہمیت کی بات ہے۔

ایام بیض سمیت نفلی روزوں کے بنیادی احکام

ما قبل میں ایام بیض کے روزوں کے فضائل ذکر کیے جا چکے ہیں، چوں کہ بہت سے مسلمان ہر ماہ ایام بیض کے تین روزے رکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اس لیے ذیل میں ان سے متعلق چند ضروری احکام ذکر کرتے ہیں تاکہ روزے رکھنے والوں کے لیے سہولت رہے۔

ایام بیض کے روزے نفلی روزے ہیں:

ایام بیض کے روزے نفلی روزے ہیں، اس لیے ان پر نفلی روزوں ہی کے احکام جاری ہوں گے۔

• فتاویٰ ہندیہ:

وَيُسْتَحَبُّ صَوْمُ أَيَّامِ الْبَيْضِ الثَّلَاثِ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالْخَامِسَ عَشَرَ، كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانَ. (الْبَابُ الثَّلَاثُ فِيمَا يُكْرَهُ لِلصَّائِمِ وَمَا لَا يُكْرَهُ)

ایام بیض کے روزوں میں قضا روزوں کی نیت کرنا:

ایام بیض کے روزوں میں قضا روزوں کی نیت کرنا درست نہیں، بلکہ قضا روزے الگ سے رکھنے ضروری ہیں۔

ایام بیض کا نفلی روزہ فاسد ہو جانے کا حکم:

ایام بیض کا نفلی روزہ ٹوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہوتی ہے، اسی طرح اگر جان بوجھ کر توڑ دیا تب بھی صرف قضا ہی لازم ہوگی، یہی حکم ہر نفلی روزے کا بھی ہے۔ (ردالمحتار)

کن چیزوں کی وجہ سے نفلی روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

یہ اصولی بات یاد رہے کہ نفلی روزہ بھی انھی وجوہات کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے جن کی وجہ سے فرض روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس لیے یہاں ان وجوہات کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

ماہ ذوالحجہ میں ایام بیض کے روزے رکھنے کا مسئلہ:

بطور تمہید یہ مسئلہ واضح رہے کہ سال کے پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا جائز ہے:

○ عید الفطر کا دن۔

○ عید الاضحیٰ کے چار دن یعنی دس ذوالحجہ سے لے کر 13 ذوالحجہ تک۔ (ردالمحتار مع الدر المختار)

● سنن دارقطنی میں ہے:

۳۴- عن سعید بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس: أن النبي ﷺ نهى عن صوم خمسة أيام في السنة: يوم الفطر ويوم النحر وثلاثة أيام التشريق.

دیگر متعدد احادیث اور آثار سے اس روایت کے ضعف کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ماہ ذوالحجہ میں ایام بیض کے تین روزے رکھنے کی صورت میں قمری مہینے کی 13 تاریخ کو روزہ رکھنا جائز نہیں، بلکہ ایسی صورت میں یا تو 14 تاریخ سے تین روزوں کی ابتدا کی جائے یا دیگر تاریخوں میں تین روزے مسلسل یا وقفے سے رکھے جائیں، اس سے بھی ان شاء اللہ فضیلت حاصل ہوگی، جس کی تفصیل ماقبل میں ذکر ہو چکی۔

روزے کس نیت کے مسائل

روزے کے لیے نیت کا حکم:

روزہ چاہے فرض ہو یا نفلی اس کے لیے نیت فرض ہے، بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوتا۔ (ردالمحتار)

نیت کی حقیقت:

نیت دل کے ارادے اور عزم کا نام ہے کہ دل میں یہ نیت ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روزہ رکھتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیت کا تعلق دل ہی کے ساتھ ہے اور حقیقی نیت دل ہی کی ہوا کرتی ہے، اس لیے

دل میں نیت کر لی تو یہ بھی کافی ہے۔ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا بھی درست ہے لیکن ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص دل ہی میں نیت کر لیتا ہے اور زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہیں کرتا تو یہ بالکل جائز ہے۔ (ردالمحتار)

عربی زبان میں نیت کرنے کا حکم:

نیت کے الفاظ ہر شخص اپنی اپنی زبان میں بھی ادا کر سکتا ہے، اسی طرح نیت عربی میں کرنا بھی درست ہے لیکن ضروری نہیں۔

عوام میں مشہور عربی نیت کا حکم:

آج کل عوام میں نیت کے یہ الفاظ مشہور ہیں: ”وَبِصَوْمٍ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ“، حتیٰ کہ بعض لوگ تو اس کو سحری کی دعا سمجھتے ہیں بلکہ متعدد ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس کی اشاعت کا بھرپور اہتمام بھی کرتے ہیں، یاد رہے کہ یہ سحری کی دعا تو ہر گز نہیں، البتہ ان الفاظ کے ساتھ نیت کرنا درست تو ہے لیکن یہ الفاظ قرآن و سنت سے ثابت نہیں، اس لیے ان الفاظ کو سنت یا ضروری نہ سمجھا جائے۔ اسی طرح اس کی اشاعت کا اس قدر اہتمام بھی ایک بے بنیاد بات ہے کیوں کہ اس سے بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور لوگ صحیح مسئلے سے ناواقف رہتے ہیں۔

سحری کرنا بھی نیت کے قائم مقام ہے:

سحری کرنا بھی نیت کے قائم مقام ہے البتہ اگر سحری کرتے وقت یہ نیت تھی کہ روزہ نہیں رکھنا ہے تو ایسی صورت میں سحری نیت کے قائم مقام نہیں ہوگی بلکہ روزہ رکھنے کے لیے الگ سے نیت ضروری ہے۔

روزے کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟

نفل روزے کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟ اس مسئلہ کی تفصیل سے قبل تمہید کے طور پر کچھ وضاحت ذکر کرنا ضروری ہے۔

”نِصْفُ النَّهَارِ“ کی حقیقت:

”نصف النہار“ کے معنی ہیں: آدھا دن۔ ”نصف النہار“ کی دو اقسام ہیں:

1۔ نصف النہار عرفی:

سورج طلوع ہونے سے لے کر سورج غروب ہونے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے اس کے آدھے وقت کو ”نصف النہار عرفی“ کہتے ہیں، یعنی عرف میں آدھا دن یہیں تک ہوتا ہے۔ اس کو زوال بھی کہا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوتا ہے تو اس سے یہی نصف النہار عرفی ہی مراد ہوتا ہے، جس کے بعد ظہر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

2۔ نصف النہار شرعی:

صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے اس کے آدھے وقت کو ”نصف النہار شرعی“ کہتے ہیں، یعنی شریعت کی نگاہ میں آدھا دن یہیں تک ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نصف النہار شرعی کا وقت نصف النہار عرفی سے کچھ پہلے ہوتا ہے۔

مسئلہ کس تفصیل:

ما قبل کی وضاحت کے بعد مسئلہ سمجھیے کہ:

1۔ نفلی روزے کی نیت رات سے بھی درست ہے اور سحری کے وقت یعنی صبح صادق سے پہلے بھی درست ہے، البتہ جس شخص نے سحری کے وقت بھی نیت نہیں کی یہاں تک کہ صبح صادق کا وقت داخل ہو گیا تو وہ ”نصف النہار شرعی“ سے پہلے پہلے روزے کی نیت کر سکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد کچھ کھایا پیانا ہو۔ اسی طرح وہ حضرات جو سحری سے رہ جاتے ہوں اور صبح صادق کے بعد ہی بیدار ہو جاتے ہوں تو ان کے لیے بھی اتنی سہولت ہے کہ وہ نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے نیت کر کے روزہ رکھ لیا کریں اس شرط کے ساتھ کہ صبح صادق کے بعد کچھ کھایا پیانا ہو اور نہ ہی روزہ توڑنے والا کوئی کام کیا ہو۔

2۔ جس شخص نے ”نصف النہار شرعی“ تک بھی نیت نہیں کی تو اس کے بعد اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔
(ردالمحتار علی الدر المختار، فتاویٰ رحیمیہ، مراتب الفلاح مع نور الايضاح، بہشتی زیور)

قضا اور کفارے کے روزوں کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟

قضا اور کفارے کے روزوں کی نیت صبح صادق سے پہلے پہلے کرنی ضروری ہے، اگر کسی نے صبح صادق سے پہلے نیت نہیں کی تو صبح صادق کے بعد ان روزوں کی نیت معتبر نہیں۔ (بہشتی زیور، ردالمحتار)

سحر کے احکام

سحری کا وقت رات ہی کو ہے:

جب صبح صادق طلوع ہونے کا وقت قریب آتا ہے اور رات ختم ہونے لگتی ہے تو رات ختم ہونے سے پہلے پہلے سحری بند کر لینی ضروری ہے، کیوں کہ سحری کا وقت رات کو ہے نہ کہ صبح کو، اس لیے جو لوگ صبح صادق کا وقت داخل ہو جانے کے بعد بھی کھاتے پیتے ہیں ان کا روزہ ہر گز درست نہیں۔ (اعلاء السنن)

فجر کی اذان کے دوران سحری بند کرنے کا حکم:

بہت سے لوگ فجر کی اذان کے دوران بھی کھاتے پیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اذان ختم نہ ہو جائے اس وقت تک سحری کا وقت باقی رہتا ہے، یاد رہے کہ یہ کھلی غلطی ہے، کیوں کہ اذان صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد ہوتی ہے جبکہ سحری رات ہی کو بند کرنی ضروری ہے، اس لیے جو لوگ اذان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں وہ درحقیقت رات کے بجائے صبح کو سحری بند کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ سحری کا وقت رات ہی کو ہے نہ کہ دن کو، اس لیے ایسے حضرات کا روزہ ہر گز درست نہیں۔

سحری بند کرنے میں فجر کی اذان کا کوئی اعتبار نہیں:

ما قبل کی تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ سحری بند کرنے میں اصل اعتبار اذان کا نہیں بلکہ صبح

صادق کا ہے کہ جب صبح صادق طلوع ہو جائے اس کے بعد کھانے پینے سے روزہ ہوتا ہی نہیں، اگرچہ اذان نہیں ہوئی ہو، کیوں کہ اذان تو صبح صادق کے بعد ہی ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح بعض مساجد میں صبح صادق سے پہلے ہی فجر کی اذان دے دیتے ہیں، ایسی صورت میں بھی اصل اعتبار صبح صادق ہی کا ہوگا کہ اگرچہ اذان ہو چکی ہو لیکن چون کہ صبح صادق طلوع نہیں ہوا ہوتا اس لیے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے تک سحری کھانا جائز ہے۔

(امداد الفتاویٰ و دیگر کتب)

تنبیہ: بہتر یہ ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے سے چند منٹ پہلے روزہ بند کر لیا جائے تاکہ احتیاط رہے۔

جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے کا حکم:

جنابت کی حالت میں بھی روزہ رکھنا درست ہے، اگر کسی شخص کو سحری کے وقت غسل کرنے کی حاجت ہو تو بہتر تو یہ ہے کہ غسل کر کے سحری کر لے، لیکن اگر غسل کرنے کا موقع نہ ہو تو منہ ہاتھ دھو کر سحری کر لے، اور غسل بعد میں کر لے اگرچہ یہ غسل صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

(ردالمحتار، مراقی الفلاح)

سحری اور افطاری سے متعلق نہایت ہی قیمتی اور اہم مشورے

سحری اور افطاری کے لیے مستند نقشہ اپنے پاس رکھیے:

بہترین صورت یہ ہے کہ سحر و افطار کے اوقات سے متعلق اپنے شہر اور علاقے کا کوئی مستند نقشہ اپنے پاس رکھا جائے، پھر اسی نقشے کا اعتبار کرتے ہوئے سحر و افطار کا اہتمام کیا جائے کہ نقشے میں جو صبح صادق کا وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پہلے روزہ بند کر لیا جائے، اور جو مغرب کا وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پہلے ہر گز افطاری نہ کی جائے، ان باتوں پر عمل کر کے غلطی سے حفاظت ہو سکتی ہے۔ سحر و افطار کے اوقات معلوم کرنے کے لیے اپنے شہر کے کسی معتبر نقشے سے استفادہ کرنے کی کوشش کی جائے جس میں سحر و افطار کے اوقات درج ہوں۔

گھڑیاں ملک کے معیاری وقت کے مطابق کیجیے!

اوقاتِ نماز اور سحر و افطار کے نقشے ملک کے معیاری وقت کے مطابق ہی بنائے جاتے ہیں، اس لیے ہر شخص کو اپنی گھڑی اور اپنے گھروں، دفاتر اور تعلیمی اداروں کی گھڑیاں ملک کے معیاری وقت کے مطابق ہی رکھنی چاہئیں، اسی طرح مساجد کی گھڑیاں بھی اپنے ملک کے معیاری وقت کے مطابق کرنی چاہیے کیوں کہ نمازوں کے اوقات اور سحر و افطار میں اس کی بڑی ضرورت پڑتی ہے، جبکہ اس سے غفلت کے نتیجے میں متعدد مسائل اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مساجد کی انتظامیہ کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

عام ایام میں روزہ بند کرنے سے متعلق اہم تنبیہ:

ماہِ رمضان میں عموماً صبح صادق کے بعد جلد ہی فجر کی اذان دے دی جاتی ہے تاکہ جلد ہی فجر کی جماعت ادا کی جاسکے، لیکن عام ایام میں چوں کہ فجر کی جماعت اندھیرے کی بجائے روشنی میں ادا کی جاتی ہے اس لیے بہت سی مساجد میں اذان بھی صبح صادق کے بعد کچھ تاخیر سے دی جاتی ہے، اس صورتحال میں اذان کے ساتھ کھانے پینے سے روزہ نہ ہونے کا مسئلہ تو واضح ہے ہی لیکن اذان سے پہلے بھی کھانے پینے سے روزہ نہ ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے مناسب بلکہ ضروری یہی ہے کہ صبح صادق داخل ہونے سے پہلے ہی روزہ بند کرنے کا اہتمام کیا جائے اور اس کے لیے اوقاتِ نماز اور سحر و افطار کے نقشے کا سہارا لیا جائے۔

افطار کے احکام

افطار کا وقت:

جب سورج غروب ہو جائے اور مغرب کا وقت داخل ہو جائے تو روزہ مکمل ہو جاتا ہے اور یہی افطار کرنے کا اصل وقت ہے، اس لیے مغرب کا وقت داخل ہو جانے کے بعد ہی افطار جائز ہے، اس سے پہلے افطار کرنا ہرگز جائز نہیں۔ (اعلاء السنن، ردالمحتار)

روزہ افطار کرنے میں مغرب کا وقت داخل ہونے کا اعتبار ہے:

روزہ افطار کرنے میں اصل اعتبار مغرب کا وقت داخل ہونے کا ہے، یعنی جب مغرب کا وقت داخل ہو جائے تو افطار کرنا جائز ہے اگرچہ اذان نہیں ہوئی ہو۔ اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اگر کسی مسجد میں مغرب کا وقت داخل ہونے سے پہلے ہی اذان دے دی گئی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، یہ اذان نہ تو مغرب کی نماز کے لیے معتبر ہے اور نہ ہی اس کی وجہ سے افطار کیا جاسکتا ہے، بلکہ افطار کے لیے مغرب کے وقت کے داخل ہونے کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ (اعلاء السنن، ردالمحتار و دیگر کتب)

افطار کی دعا:

اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے آپ ہی کے لیے روزہ رکھا اور آپ ہی کے رزق پر افطار کیا۔
(سنن ابی داؤد حدیث: 2358، پُر نور دعائیں از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم)

ایک روایت میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے:

ذَهَبَ الظَّمْأُ وَابْتَلَّتِ العُرْوُقُ وَثَبَّتِ الأَجْرُ إِن شَاءَ اللّهُ.

ترجمہ: پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہو گیا۔

(سنن ابی داؤد حدیث: 2357)

فائدہ: بعض اہل علم کے نزدیک مذکورہ دو دعاؤں میں سے پہلی دعا افطار سے پہلے جبکہ دوسری دعا افطار کے بعد پڑھی جائے۔

مبین الرحمن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی